اسلاف کی استقامت

احسان اللہ دانش

اللہ تبارک و تعالی نے اس دنیا میں بے شمار مخلوق بسائے اور ان تمام مخلوقات میں سے صرف انسانوں اور جنوں کو مکلّف بنایا﴿و ما خلقت الجن وا لا نس الا لیعبدون﴾(الذاریٰت ۵۶)اللہ تعالی نے ان کو مکلّف بنا کر یوں ہی نہیں چھوڑا بلکہ ان کو اپنے مکلّف ہونے کا احساس دلانے اور ﴿الست بر بکم﴾ کے وعدے کی یاد دہانی کے لئے اللہ تعلیٰ نے ان میں انبیاء اور رسل بھیجے۔ارشاد الٰہی ہے﴿ولقد بعثنافی کل امة رسولا ان اعبد و ا الله واجتنبوا الطاغوت ﴾(النحل ۳۶) دوسری جگہ فرمایا﴿ وان من امة الا خلا فیها نذیر﴾(فاطر ۴۰)

انبیاء کرام کی بعثت کا یہ سلسلہ ابو البشر حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے شروع ہوا۔حضرت عیسی علیہ السلام تک تمام انبیاء نے اپنے اپنے اقوام تک اللہ کا پیغام رسالت پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد تقریباچھ صدیاں گزر چکی تھیں اور دنیا ایک بار پھر اپنے رب سے کیے ہوئے عہد کو بھول چکی تھی خصوصا سرزمین عرب جس میں اللہ کا پہلا گھر موجود ہے وہ گھر جسے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے صرف اللہ تبارک و تعالی کی عبادت کے لئے تعمیر کیا تھا بت پرستی کا مرکز بن چکا تھا اس طرح ہر قبیلے نے اپنے لئے الگ بت بنا رکھے تھے۔سرزمین عرب میں کفر و شرک کس قدر عروج پر تھا مولانا حالی نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

قبیلے قبیلے کا بت ایک جدا تھا　　کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
وہ عزی پر یہ نائلہ پر فدا تھا　　اسی طرح گھر گھر بنا ایک خدا تھا

علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر　　کہیں معبود تھے پتھر کہیں مسجود شجر

عقائد کے ساتھ عملی خرابیاں بھی عروج کو پہنچی ہوئی تھیں۔لوٹ مار'لڑائی جھگڑے قتل و غارت'شراب نوشی'سود خوری'اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا الغرض بے تحاشا اخلاقی بیماریاں ان میں پائی جاتی تھیں۔

ان حالات میں اللہ تعالی کی رحمت جوش میں آئی محمد مصطفیٰ ﷺ کو آفتاب ہدایت بنا کر مبعوث فرمایا۔آیئے ہم دیکھتے ہیں آپ ﷺ نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت کن لوگوں پر پیش کی تھی ایک ایسی قوم کو جو صدیوں سے شرک و بت پرستی کی ضلالت میں مبتلا تھی۔ان حالات میں دعوت توحید سے روسائے قوم کے صدیوں سے جاری اقتدار کے خاتمے کی بازگشت سنائی دیتی تھی۔چنانچہ ان کا قبولیت اسلام آسان نہ تھا اس لئے اول اپنے مقربان خاص کو اسلام کی دعوت دی جو آپ ﷺ کے عادات و خصائل سے اچھی طرح واقف تھے۔

1- محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کی شہادت دینے کا شرف سب سے پہلے آپ ﷺ کی بیوی خدیجہ الکبریٰؓ کو حاصل ہوئی نزول وحی کے آغاز پر آپ ﷺ کو اپنی جان کا خوف ہوا تو اس وقت حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو تسلی دیتی ہوئی فرمانے لگیں "**كلا والله لا يخزيك الله ابدا ، انك لتصل الرحم و تحمل الكل و تكسب المعدوم و تقرى الضيف وتعين على نوائب الحق**"(صحیح بخاری ۱/۳ 'رحمۃ للعالمین ۱/۴۷)"اللہ کی قسم 'اللہ آپ ﷺ کو ہر گز رسوا نہیں کریگا کیونکہ آپ (ﷺ) صلہ رحمی کرتے ہیں اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں 'غریبوں کو کما کے دیتے ہیں اور مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں اور اگر کسی پر مصیبت آجائے تو آپ اس کے مددگار بن جاتے ہیں"۔

2- ورقہ بن نوفل کو دیکھئے وہ ایک عیسائی عالم تھے جب آپ ﷺ نے آغاز وحی کا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا تو واقعہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا آپ تو بڑے خوش نصیب ہیں "**هذا الناموس الذى انزل على موسى**" (صحیح بخاری ۱/۳) یہ وہی فرشتہ ہے جسے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ کاش میں ظہور نبوت کے وقت جوان ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو شہربدر کریگی تو میں آپکی خوب مدد کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میری قوم مجھے نکال دیگی ؟ ورقہ نے جواب دیا جب بھی کوئی آدمی حق کی بات پیش کرتا ہے تو لوگ دشمن ہو جاتے ہیں اگر میں اس وقت تک زندہ رہوں تو آپ ﷺ کے ساتھ بھرپور تعاون کروں گا۔(ابن ہشام ۱/۲۳۸)۔

3- حضرت ابو بکر صدیقؓ کو دیکھئے 'چوبیس سال سے آپ ﷺ کے ہمنشین ہی نہیں بلکہ گہرے دوست تھے جب آپ ﷺ نے تبلیغ شروع کردی تو فورا مشرف باسلام ہوئے (رحمۃ للعالمین ۱/۴۹ 'سیرت سرور عالم ۵۵۷)۔

4- حضرت زید بن حارثہؓ کو دیکھئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کا تعلق غلامی کی حالت میں شروع ہوا۔ آقا اور غلام کے درمیان خوشگوار تعلق بھی نادرالوقوع چیز ہے۔ کجا کہ غلام کو آقا سے محبت ہو 'لیکن رسول اللہ ﷺ ایسے آقا تھے کہ غلام آپ پر جان فدا کرنے کو ترستا تھا۔ حتی کہ جب اس کے باپ اور چچا اسے غلامی سے چھڑانے آئے تو اس نے آزاد ہو کر اپنے باپ کے ساتھ جانے کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں رہنے کو ترجیح دی۔ پندرہ سال محمد الصادق الامین ﷺ کی غلامی میں رہنے کے بعد آپ ﷺ نے آزاد کر کے بیٹا بنالیا۔ جب اس کو آپ ﷺ کے منصب نبوت پر سرفراز ہونے کا علم ہوا تو اس نے بھی آپ ﷺ پر ایمان لانے میں ایک لمحہ بھی توقف نہ کیا (سیرۃ سرور عالم ۵۴۷)

5- حضرت علیؓ کو دیکھئے جو آپ ﷺ کے زیر پرورش تھے جب آپ نے تبلیغ شروع کردی تو پہلے ہی دن قبولیت اسلام کا شرف حاصل کیا۔(رحمۃ للعالمین منصور پوری ۱/۴۹)

ان اشخاص کا بلا توقف ایمان لانا جو آپ ﷺ کی چالیس سالہ ذرا ذرا سی حرکات و سکنات تک سے واقف تھے 'آپ ﷺ کی اعلی صداقت اور راست بازی کی ناقابل تردید دلیل ہے۔

ذرا ان صحابہ کرامؓ کو دیکھئے جنھوں نے اسلام قبول کیا ایمان کی دولت ان کو نصیب ہوئی اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا دم بھرنے لگے تو کفار کی طرف سے ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ان کو ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' پھر بھی ایمان کی دولت سے دامن چھڑانا گوارا نہ کیا۔

1- حضرت عثمان بن عفانؓ کی ماں کو ان کے اسلام لانے کا علم ہوا تو ان کا دانا پانی بند کیا اور انہیں گھر سے نکال دیا بڑے ناز و نعمت میں پلے تھے۔ حالات کی شدت سے دوچار ہوئے تو کھال اس طرح ادھڑ گئی جیسے سانپ کچلی چھوڑ دیتا ہے۔ (ابن ہشام ۱/۳۲۰' الرحیق المختوم ۱۳۴)۔

2- حضرت بلالؓ کو دیکھئے وہ امیہ بن خلف جمحی کے غلام تھے امیہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دیتا' وہ انہیں مکہ کے پہاڑوں میں گھماتے پھرتے یہاں تک کہ گردن پر رسی کا نشان پڑ جاتا۔ خود امیہ بھی انہیں باندھ کر ڈنڈے سے مارتا تھا اور جب دوپہر کی گرمی شباب پر ہوتی تو مکہ کے پتھریلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھوا دیتا۔ پھر کہتا اللہ کی قسم تو اس طرح پڑا رہے گا ' یہاں تک کہ مر جائے یا محمد (ﷺ) کے ساتھ کفر کرے۔ حضرت بلال اس حالت میں بھی فرماتے "احد احد" (ابن ہشام ۱/۳۱۷' رسول رحمت ﷺ ابوالکلام آزاد ۱۴۳' فقہ السیرہ غزالی ۱۰۹)۔

3- حضرت عمار بن یاسرؓ کو دیکھئے وہ بنی مخزوم کے غلام تھے انہوں نے اور ان کے والدین نے اسلام قبول کیا تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑی' مشرکین جن میں ابو جہل پیش پیش تھا سخت دھوپ کے وقت انہیں پتھریلی زمین پر لے جا کر اس کی تپش سے سزا دیتے۔ ایک بار انہیں اسی طرح سزا دی جا رہی تھی کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا آل یاسر صبر کرنا' تمہارا ٹھکانہ جنت ہے (رحمۃ للعالمین ۱/۵۵ 'فقہ السیرہ غزالی ۱۰۷۔۱۰۸)۔

4- حضرت فکیہہؓ کو دیکھئے ان کا نام افلح تھا اور بنی عبدالدار کے غلام تھے ۔ مالکان ان کے پاؤں رسی سے باندھ کر گھسیٹتے تھے۔

5- حضرت خباب بن الارتؓ کو دیکھئے۔ یہ قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت کے غلام تھے۔ مشرکین انہیں طرح طرح کی سزائیں دیتے تھے ان کے سر کے بال نوچتے تھے سختی سے گردن مروڑتے تھے انہیں کئی بار دھکتے انگاروں پر لٹا کر اوپر سے پتھر رکھ دیا جاتا تھا تاکہ اٹھ نہ سکے۔ (رحمۃ للعالمین منصور پوری ۱/۵۵)

6- حضرت مصعب بن عمیرؓ کو دیکھئے جب اس کے اسلام لانے کی خبر ان کی والدہ کو ہوئی تو اسے زنجیر میں جکڑ دیا۔ کافی عرصہ مصعبؓ کی زندگی مصائب کے شکنجے میں گزری۔ بالآخر مجبور ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کی اللہ اکبر' حسین و جمیل خوش پوش ناز و نعمت میں پلا ہوا شہزادہ توحید کے جرم میں ترک وطن کر رہا ہے۔ پھٹے ہوئے کپڑوں میں' بھوکا پیاسا' غریب الدیار ہے۔

حبشہ سے واپس مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف مبلغ بنا کر بھیجا (سید الکونین صادق سیالکوٹی ۱۳۶)۔

آخر یہ ہستی جنگ احد میں شہید ہوئی تو اس کی غربت کو دیکھئے اس کے جسم پر صرف ایک چادر تھی' ان کے پاؤں پر ڈال دیتے تو ان کا سر نکلتا اگر سر پر ڈال دیتے تو پاؤں نکلتے۔ (صحیح بخاری ۱/۵۵۱'۲/۵۸۴)

یہ تھی اس کی حالت اسلام قبول کرنے کے بعد۔ ذرا اسکے اسلام لانے سے پہلے کی حالت کو دیکھئے۔ امیر گھرانے کے لاڈلے بیٹے تھے جب گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تو آگے پیچھے غلام چلا کرتے تھے بدن پر دو سو درھم سے کم کی پوشاک کبھی نہ پہنتے۔ مگر جب ان کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی تو ان سب عیاشیوں کو خیر باد کہہ دیا۔ (رحمۃ للعالمین منصور پوری ۱/۷۷)

صبر واستقامت کے ان سنگلاخ پہاڑوں میں عثمانؓ اور مصعبؓ جیسے حسب و نسب کے لحاظ سے محترم' مالی طور پر مستحکم اور معاشرے میں ہر دلعزیز اور مکرم لوگ تو تھے ہی' عمارؓ' بلالؓ' یاسرؓ اور خبابؓ جیسے غربت زدہ' غریب الدیار اور برادری میں بے وقعت غلام بھی شامل تھے' اور سمیہؓ جیسی غریب و کمزور لونڈی بھی۔

ان مختلف النوع افراد میں اچانک یہ کیسی جرأت وبیباکی پیدا ہوئی؟

کیونکر ان کا عزم اتنا توانا ہوا؟

ان کی ہمتیں کس چیز نے جواں کردیں؟

کیسے ان کی امنگیں انگڑائیاں لینے لگیں؟

کیا ان حالات میں یتیم پلے ہوئے' اپنی زوجہ کے سرمائے پر محنت کر کے پیٹ پالنے والے کی اطاعت میں مالی مفادات کی توقع تھی؟

کیا انہیں توحیدی ہو کر اس مشرکانہ ماحول میں کوئی وقار حاصل ہونے کی امید تھی؟

کیا بڑی بڑی ڈگریاں لے کر' فلسفیانہ تصورات اور منطقی موشگافیوں میں الجھ کر ان پر دین محمدی کی حقانیت ثابت ہو چکی تھی؟

دراصل اس وقت محمد الصادق الامین ﷺ اللہ عزوجل کا ایک حکم لے کر آئے تھے۔ وہ دنیا کو ایک مختصر پیغام دے رہا تھا۔

"لا الہ الا اللہ"

مذکورہ بالا خوش نصیبوں نے اسی ایک حکم کو' اس سادہ و فصیح عربی عبارت کو سمجھ لیا تھا۔

ان کے قلوب واذہان میں توحید الہی کی حقانیت راسخ ہو گئی تھی۔

ان کا ظاہر وباطن اس مسئلے پر ہم آہنگ ہو گیا تھا۔

یہ اسی صداقت قلبی' خلوص اور نیت کی تاثیر تھی جس نے بیٹے کو باپ کے مقابلے میں' کمزور کو قوی کے مقابلے میں'

محکوم کو حاکم کے مقابلے میں اور غلام کو اپنے مالک کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔

اِس کو وہ قوت یقین عطا کی جس نے اُس کی مردانگی 'امیری' خاندانی وجاہت' حکومت' پہلوانی اور آزادگی سب کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

اِس نے دو میں سے ایک بھلائی کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

1- یا فتح و کامرانی (جیسے عمرؓ بن الخطاب پر اس کی بہنؓ نے حاصل کیا)

2- یا خلعت شہادت (جیسی سمیہؓ و یاسرؓ نے ابو جہل سے حاصل کی)

جو شہادت سے سر فراز ہوئے وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

جو کفار و مشرکین کے ظلم و ستم کے سامنے ہمت کا پہاڑ بنے رہے' پر انہیں فوری شہادت نہ ملی وہ اپنے پیارے رب " اللہ " کی اطاعت کے شوق میں اس کے شرعی احکامات کیلئے سراپا "انتظار" بن گئے بالفاظ مختصر "انہوں نے ایمان لایا تھا"۔

ہمیں بھی آج سوچ سمجھ کر' جان بوجھ کر' پھر ایک بار "ایمان لانے کی ضرورت ہے"۔

﴿ یاایھاالذین اٰمنو ا اٰمِنوا باللہ و رسولہ﴾ (النساء ۱۳۶)

اے ایمان والو' اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر " ایمان " لاؤ۔

اے اللہ ہم تو کب کے ایمان قبول کر چکے۔ بلکہ مومن ہی پیدا ہوئے ہیں۔

﴿فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا ﴾ (البقرة ۱۳۷)

اگر واقعی تم صحابہ کرامؓ جیسا ایمان لا چکے ہو تو یقیناً ہدایت یافتہ ہو گئے۔